مسلم معاشرہ تار تار کیوں؟
یہ بے حسی کب تک؟
زخموں سے رستا لہو
مسلمانو! جاگو...... وقت کی پکار سنو!!!
صاحبزادہ محمد اسماعیل احمد بدایونی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہاں تاریخ کو جھٹلانے والے نادان انسانو!

مکاری کے چوراہے پر جھوٹی اور فرضی کامیابیوں کے مینا بازار لگانے والے حکمرانو!

اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بغاوت پر آمادہ اے شقی القلب لوگو!

دامنِ اسلام کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پھندے میں گرفتار دانشورو! صحافیو! وکیلو! استادو!

کیا تاریخ کی کتابیں اتنی بوسیدہ ہوگئیں ہیں کہ اب انہیں پڑھا بھی نہیں جاسکتا؟

کیا حالات اتنے دھندلا چکے ہیں کہ انہیں دیکھا بھی نہیں جاسکتا؟

کیا ہمارے اکابر ہمارے شاندار ماضی اور دردناک تاریخ کو بھول چکے ہیں کہ ہم اس تاریخ کو سن بھی نہیں سکتے؟

نہیں ایسا نہیں!

تو پھر حالات دوبارہ مشرقی پاکستان کا دردناک منظر کیوں پیش کر رہے ہیں۔

ہم نے سو سال تک ہندوستان پر حکمرانی کی، ہمارے حکمران عیش وعشرت کے دلدادہ ہوگئے اور ہمارے عوام بے حسی کا شکار ہوگئے تو یہ سلطنت ہم سے چھن گئی غلامی کے قلاوے ہماری گردنوں میں ذِلت کا ہار بن کر نمایاں ہوگئے تو بادشاہِ وقت کو ناشتے میں اسی کے شہزادوں کے سر پیش کئے گئے۔

لیکن قوم کی اجتماعی توبہ! اپنے ربّ سے عہد کہ ایک خطۂ زمین عطا کردے جہاں تیرا ہر حکم بجالائیں گے ہر طرف تیرا قانون ہوگا تیرے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظام ہوگا۔

مولا ہمیں وطن دیدے! ہمیں ہندو بنیئے کی غلامی سے نجات دیدے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اُس زمین پر نظامِ مصطفیٰ قائم کریں گے۔

پردہ نشین خواتینِ اُمت کے آنسوؤں سے بھیگے آنچل رحمتِ خداوندی کیلئے بارگاہِ ایزدی میں پھیل چکے ہیں۔ سجدوں میں سر رکھے بزرگوں کی داڑھیاں اشکوں سے تر تھیں۔ جوانوں کے سینے نورِ توحید سے جگمگاتے، بتوں کے ملک میں صدائے توحید بلند کر رہے تھے ہر ایک کے لبوں پر یہی دعا تھی' یااللہ العالمین! صرف ایک وطن دے دے تیری عظمت وجلال کی قسم! ہم اس زمین پر تیرا دین نافذ کردیں گے۔

دعائیں قبول ہو گئیں۔۔۔ لیکن! پھر کیا ہوا؟ عہد توڑ دیا گیا۔

اللہ سے کئے گئے وعدے کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ آنسوؤں سے بھیگے آنچل جلا کر پھینک دیئے گئے۔ پردہ نشین خواتین لباس سے آزاد ہونے کی کوششیں کرنے لگیں۔ داڑھیوں کو اشکوں سے تر کرنے والے داڑھیوں سے بے نیاز ہو گئے۔ نورِ توحید سے جگمگانے والے سینے فسق و فجور کے اندھیروں میں ڈوب گئے۔

تو قہرِ الٰہی سقوط ڈھاکہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ محلات جلنے لگے۔ مسلمان' مسلمان کا گلا کاٹنے لگا۔ نہیں نہیں بلکہ قاتل رقصِ بسمل کا تماشا دیکھ کر قہقہے لگانے لگا۔ درندگی و وحشت کا وحشیانہ ناچ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا، موت کی دکانیں کھل چکی تھیں۔ مسلمان مسلمان کا دشمن ہو چکا تھا درندگی کا یہ عالم تھا کہ چٹانوں کے کلیجے پھٹے جا رہے تھے، پہاڑ لرز اُٹھے تھے، درخت چیخنے لگے تھے درندگی کا یہ عالم تھا کہ بھیڑیئے شرما رہے تھے لیکن اس کو رحم نہیں آیا۔

ماں کی گود سے معصوم جان کو ہوا میں اُچھالا جاتا اور اس نازک کلی کو نیزے کی انی میں پرو کر زمین پر پٹخ دیا جاتا۔ خاوند کو درخت سے باندھ کر اس کی عصمت شعار بیوی کی عزت لوٹی جاتی۔ باپ کو درخت کے ساتھ اُلٹا لٹکا کر اس کی حور صفت بیٹیوں پر مجرمانہ حملے کئے جاتے۔ مسلمان کی املاک شعلوں کی لپیٹ میں تھی، کروڑوں روپے کی دولت آگ کی نظر ہو چکی تھیں۔ کارخانوں کو تہس نہس کر دیا گیا تھا، قیمتی سامان سے بھری ہوئی دکانیں لٹ رہی تھیں۔

عزیزانِ گرامی! یہ تخیل کی پرواز پر خیالات کے مرجھائے ہوئے گلدستے نہیں ہیں بلکہ حقیقت پر مبنی واقعات کی حقیقی تصویر ہیں جن سے آج بھی لہو رس رہا ہے۔

اور آج بھی بساط وحشت و درندگی اپنے عروج پر ہے، آج پھر سقوط ڈھاکہ کا منظر اسٹیج پر دکھایا جانے والا ہے۔

مشرقی پاکستان میں جن عوامل و محرکات نے خونی ڈرامہ کیلئے اسٹیج سجائی تھی، آج وہی عوامل وہی محرکات مغربی پاکستان میں وحشیانہ قتل گاہوں کی صورت میں پاکستان کے منظر نامے پر ابھر رہے ہیں۔

اور پھر وہی ہو گا وحشت و بربریت کا ننگا ناچ اور پھر نیازی جیسا جرنیل اپنی کئی لاکھ شیر دل فوج کے اور بے اندازہ اسلحہ و بارود کے باوجود ہمیں گھٹنے ٹیکتا ہوا اور ایک کمینہ دشمن کے ناپاک ہاتھ سے جوتا کھاتا ہوا نظر آئے گا۔

اے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے والو! کیا یہ ذِلت ورُسوائی تم برداشت کرلوگے؟

اے پاکستان کے حکمرانو! تمہیں وہ بحری قزاق نظر کیوں نہیں آرہے جو تمہارے گرد اپنا حلقہ تنگ کرتے چلے آرہے ہیں۔

اے پاکستان کے محافظو! صرف تمہاری زندگیوں کا سوال نہیں یہاں تو سولہ کروڑ معصوم جانوں کے تحفظ کا سوال ہے۔ان کی عزت وناموس کا سوال ہے۔ان کے دین وایمان کا سوال ہے۔

عزیزانِ گرامی! لیکن یہاں تو منظر ہی عجیب ہے اتنا بھیانک منظر تو ہمیں اسپین میں طوائف الملوکی کے دور میں بھی نظر نہیں آتا جتنا دردناک منظر ہم آج دیکھ رہے ہیں۔

آج ہم اقتدار کے حصول کیلئے M.M.A تو تشکیل دے دیتے ہیں لیکن ملتِ اسلامیہ کے اتفاق کیلئے کوئی لائحہ عمل تشکیل نہیں دیتے۔ آج ہم حصول حکومت کیلئے A.P.C کے اعلامیے تو پڑھتے ہیں لیکن ملک کی حفاظت کیلئے کوئی اتحاد تشکیل نہیں دیتے۔

آج ہمارے سیاستدان صوبائی اور علاقائی تعصب کا زہر پھیلا رہے ہیں۔ آج وہ مولوی جو کہا کرتے تھے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے، آج اس ملک میں فرقہ واریت کا زہر پھیلا کر ملک میں نفرت وحسد کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔

تو دوسری جانب روشن خیالوں کا ریوڑ ملک سے اسلامی اقتدار کو ختم کرنے کیلئے سانحہ نشتر پارک جیسے سانحات کو جنم دے رہا ہے اوران کے ساتھ ان فرقہ وارانہ مولویوں کا دستہ بھی موجود ہے جو پیغمبرِ اسلام کی ولادت کے جشن کو بدعت سے موسوم کرکے اوران جلسوں میں خودکش حملوں کو جائز قرار دے کر اس ملک کو فرقہ واریت کی آگ میں دھکیلنا چاہتا ہے۔

ملتِ اسلامیہ کی حالتِ زار پر خون کے آنسو رونے والے مسلمانو! اگر پاکستان نہ رہا تو تم بھی نہ رہو گے، اگر یہ ملک ختم ہوگیا تو تم بھی ختم ہو جاؤ گے۔

پھر تمہارے ساتھ بھی وہی ہو گا جو عراق وافغانستان میں تمہارے ہم مذہبوں کے ساتھ ہوا۔

تمہارے نوجوان بیٹوں کو بھوکے شیروں کے پنجروں میں ڈال دیا جائے گا تمہارے بوڑھوں کو قتل کردیا جائے گا تمہارے بچے یتیم اور تمہاری جوان بہنیں بیوہ ہوجائیں گی۔

اے لوگو! حالات اگر یونہی رہے تو یہ خیالی منظر بہت دور نہیں بلکہ بہت جلد عذابِ الٰہی کی صورت میں نمودار ہونے والا ہے۔

اور اے خوابِ غفلت میں ڈوبے لوگو! یہ منظر کوئی خیالی تصویر نہیں بلکہ عراق و افغانستان میں تمہارے ہم مذہبوں کے ساتھ عملی طور پر ہوا ہے آج گلوبلائزیشن کے دور میں یہ سارے دردناک مناظر تمہاری آنکھوں اور احساس سے عاری جسم نے بھی اپنی روح پر محسوس کئے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کی تفصیل تو میرے لئے ممکن نہیں صرف ایک واقعہ' ایک مسلمان دوشیزہ کا خط ملاحظہ کیجئے۔

ابو غریب کی ایک مسلمان مظلومہ کا خط خون کے آنسوؤں سے لکھی گئی تحریر فلوجہ، خالدیہ اور رمادی کے مکینوں کے نام جو میرے ہم زبان ہم وطن احساس اور ہمدردی سے تہی ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب میرے ہم فکر ہیں۔

اے میرے بھائیو! اے میری بہنو!

میں نور ابو غریب کی بے دست و پا لڑکیوں میں سے ایک بے بس لڑکی، آپ کی بے خطا بہن، سگریٹوں سے داغے اور لہورستے ہاتھوں سے قلم تھامے آپ سے مخاطب ہوں میں اپنی داستان کہاں سے شروع کروں، ابو غریب جیل میں محبوس بہنوں اور بیٹیوں کے غم اور ان پر بیتے ظلم و ستم میں کیسے بیان کروں جو مصائب و آلام ہم نے جھیلے انہیں بیان کرنے، انہیں سپردِ قلم کرنے کی طاقت مجھ غریب میں کہاں بس آپ یہ جان لیں ہمارے پاکیزہ دامن اور ردائے عزت کے آنچل پھٹ کر تار تار ہوگئے ہیں ہم امریکی درندوں کی صلیب ہوس کا شکار ہو چکے ہیں انہوں نے ہمارے جسموں کے ساتھ ہماری روحوں کو بھی جھلسادیا ہے۔

آپ تو بس اتنا جان لیں ہر رات جب ان کی ہوس، ان کی شیطانیت سفاکی کا ہولناک کھیل شروع کرتی ہے تو ہم میں احتجاج کی سکت بھی نہیں ہوتی ہماری عصمت لٹ چکی، ہماری ناموس، ہماری عزت مٹی میں مل چکی اب تو صرف موت بچی ہے ہم مرنے کے منتظر ہیں ہمارے پاس زندہ رہنے کیلئے بچا ہی کیا ہے۔

مگر اے آزاد فضاؤں میں رہنے والو! تم جان لو! جب تم اللہ کی نعمتوں سے شکم سیر ہوتے ہو تو ابو غریب کی یہ مظلوم عورتیں بھوک سے بلکتی ہیں۔ جب تم ٹھنڈے مشروبات پیتے ہو تو پیاس سے بلکتی تمہاری بہنوں کو پانی کا پیالہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ جب تم نرم و گداز بستر پر سوتے ہو تو تمہاری بہنیں کانٹوں پر لوٹتی ہیں اور درندوں کا قہر سہتی ہیں جب تم خوشبوؤں اور مسرتوں کے جھولے جھولتے ہو تو ہمارا بدن آنکھ بن کر اپنی بربادی اپنی تباہی پر آنسو بہاتا ہے۔ ہم روز پھاٹکوں پر نظر جمائے رکھتی ہیں کہ شاید اب کوئی آئے اور ہمارے پاؤں کی بیڑیاں کھول کر کہے جا میری بیٹی جا میری بہن تو آزاد ہے۔ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرا چکی ہیں۔ ہمیں ہوس کے تیز دھار آلے آہستہ آہستہ کتر رہے ہیں مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دیتی۔ ہم نے پڑھا تھا رومیوں نے عراق کی ایک بیٹی کے دامن پر ہاتھ ڈالا تھا تو اس کی فریاد معتصم باللہ

تک پہنچی، سلطان اسی وقت تخت سے اُترا اور قہر بن کر رومیوں پر ٹوٹ پڑا لیکن آج دنیا میں ہماری صدا سننے والا کوئی نہیں، کوئی نہیں جس کے کانوں میں ہماری آواز پہنچ سکے، جو ہماری صدا، ہماری چیخیں سن سکے، خدا کیلئے ہماری آواز سنو! ہمیں کہیں سے زہر لا دو ہم اللہ اور اس کے رسول کے ماننے والیاں ہیں ہم کافروں کے بچے نہیں جن سکتیں۔

نور کا یہ خط 'البصرہ' ویب سائٹ پر جاری ہوا پہلے عربی اخبارات میں شائع ہوا اور پھر دنیا بھر کے رسائل، جرائد اور پرچوں نے اس کا ترجمہ شائع کیا۔

نور ان درجنوں معصوم عراقی لڑکیوں میں سے ایک ہے جو ابو غریب جیل میں امریکیوں کے بدترین ٹارچر سے گزر رہی ہے۔

نور نے یہ خط ۱۰ مئی ۲۰۰۴ کو تحریر کیا تھا آج تین سال کا عرصہ گزر گیا ان چند سالوں میں یہ خط پورے عالمِ اسلام تک پہنچا ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی دلدوز چیخیں سن کر تو عالمِ اسلام میں قیامت ہو جانی چاہئے تھی۔

اے عظمت و وقار کے حامل لوگو! یہ نور اور اس جیسی کئی مسلمان دوشیزائیں جو درندوں کا قہر سہہ رہی ہیں ان میں علماء و مشائخ کی صاحبزادیاں بھی ہیں اور ان اربابِ اقتدار کی شہزادیاں بھی جنہوں نے کبھی مخمل کے بغیر زمین پر قدم بھی نہ رکھا تھا ان میں نام و نسب کی حامل وہ پردہ نشین دوشیزائیں بھی ہیں جن کو سورج کی کرنوں نے بھی بے پردہ نہیں دیکھا تھا۔

اے عزیزو! اگر حالات یہی رہے تو جو کچھ نور کے ساتھ ہوا وہی سب کچھ تمہاری بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ بھی ہو گا۔

اے علماء کرام و مشائخ عظام! ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کروں گا اپنی قوم کو بچا لیجئے! اپنے اسلاف کی قربانیوں اور پاکستان کی بنیادوں میں ان کے بہنے والے لہو کی لاج رکھ لیجئے! ورنہ ابو غریب کی نور کی طرح پاکستان کی ان گنت نور بھی صلیبیوں کی ہوس کی بھینٹ چڑھ جائیں گی۔

اے مخلصین وطن ومذہب! یہ نور کون ہے؟ اور اس سے تمہارا رشتہ کیا ہے؟ اور یہ رشتہ تمہارا اس سے کس نے جوڑا ہے؟ یہ برادری کس نے قائم کی ہے؟

یہ برادری خدا کی قائم کی ہوئی ہے، ہر انسان جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اقرار کیا وہ اس برادری میں شامل ہو گیا خواہ وہ امریکی ہو یا روسی، بخارا کا ہو یا سمر قند کا وہ کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا پھر کسی بھی وطن کا وہ اس برادری میں شامل ہو گیا پھر تمام دنیا اس کا وطن اور تمام قومیں اس کی عزیز ہیں۔ دنیا کے تمام رشتے ناطے ٹوٹ سکتے ہیں مگر یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے بیٹے سے منہ موڑ لے' ایک ماں اپنے گود کے بچے کو خود سے الگ کر دے' ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا دشمن ہو جائے' اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا کے تمام عہد اخوت، خون اور نسل کے باندھے ہوئے پیمان وفا و محبت کے جام ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جائیں اور ان پیمانوں میں بھری ہوئی شرابِ محبت بہہ جائے مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے، ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے ہے' دنیا کی کوئی ایسی طاقت نہیں جو اس برادری کی اس الفت و محبت کو جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبتِ محبت سے اخوت کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے کوئی لوہا اس زنجیر کو نہیں توڑ سکتا اور کوئی تلوار اس کو نہیں کاٹ سکتی۔

اے عزیز ہم وطنو! اے ملتِ اسلامیہ کے لہو رستے جسم پر سراپا ماتم لوگو! اگر یہ سچ ہے تو ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ اس آسمان کے نیچے مسلمانوں کی لاشوں کو تڑپتا دیکھتے ہیں لیکن اپنے سینوں میں اس کی تڑپ محسوس نہیں کرتے۔

اے غیور قوم کے فرزندو! اگر یہ حقیقت ہے تو خون کے فوارے دیکھ کر ہمارے منہ سے دل و جگر کے ٹکڑے کیوں نہیں گرتے۔

اے اپنے اسلاف کے نااہل جانشینو! آج اگر عرب کے مسلمان کے پاؤں میں چبھنے والے کانٹے کی تکلیف ہم اپنے دل میں محسوس نہیں کرتے تو بخدا ہم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔

عزیزانِ گرامی! اس افتراق و انتشار کی آندھی کو، اس ظلم و بربریت کے طوفان اور اس نفرت کی آگ کو قدرت کی طرف سے ایک انتباہ سمجھو۔ تم نے ابھی تک عراق و افغانستان کی داستانیں سنی اور ان کے زخموں کے خونی مناظر ٹی وی پر دیکھے ہیں۔ لیکن خدا وہ دن نہ لائے جب مستقبل کے سیاح ماضی کے کھنڈر دیکھ کر یہ کہیں گے کہ یہاں کسی زمانے میں ایک نظریاتی ملک آباد تھا جس کا نام پاکستان تھا جس میں چودہ کروڑ انسان بستے تھے اس ملک کو ان گنت اور لازوال قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ انہیں بھی ایک عبرتناک تباہی کا سامنا کرنا پڑا وہ صرف اس لئے کہ وہ اپنی کوتاہی عمل کے جواز کیلئے خدا اور رسول کے احکام کی تاویلیں کرتے تھے۔ انہوں نے قرآن سے درسِ حیات لینا ترک کر دیا تھا، قرآن انہیں اتحاد و اتفاق کا درس دیتا تھا لیکن یہ انتشار و افتراق کو اپنا نصب العین قرار دیتے تھے۔ خدا نے انہیں حکم دیا تھا کہ اس کی راہ میں جہاد کرو لیکن یہ مغرب کے سفاک آقاؤں کو

اپنا محافظ و نگہبان سمجھ کر آپس میں دست و گریبان ہو رہے تھے، بربریت کا بے پناہ طوفان ان کے دروازے پر دستک دے رہا تھا لیکن وہ آنے والی تباہی سے آنکھیں بند کئے لفظوں کی گولہ باری کر رہے تھے۔

اے لوگو! اے سیاسی انتشار کے دلدادہ سیاسی پنڈتو! اے فرقہ واریت کے نقیبو! اے وطنِ عزیز کی نادان دیمکو!

اگر حالات یونہی رہے تو پاکستان کا انجام عراق و افغانستان کے شہروں سے مختلف نہیں ہوگا، تم نے شعلوں کو اپنے گھر کا راستہ دکھایا ہے اور آگ صرف جلانا جانتی ہے۔

اور یاد رکھو! جب وہ جلائے گی تو محلوں اور جھونپڑیوں میں تمیز نہیں کرے گی۔

اے پاکستان کے مسلمانو! تمہارے علماء کی فتنہ پردازیاں، امراء کی غداریاں اور اربابِ اقتدار کی ناعاقبت اندیشی اور سیاست دانوں کی مفاد پرستیوں کے باعث تمہارے اندر ایک ناسور جنم لے چکا ہے اور قدرت جب جراحی پر آمادہ ہوتی ہے تو اس کا تیز اور نوکیلا نشتر گندے خون کے ساتھ صاف خون بھی نکال دیتا ہے۔

ملتِ اسلامیہ کے غیور جوانو! آج اسلام کو ایسے دل کی ضرورت ہے جو خدا کے سوا کسی سے خائف نہیں۔۔۔۔

ایسی گردن کی ضرورت ہے جو خدا کے سوا کسی اور کے سامنے جھکنا نہیں جانتی۔۔۔۔

ایسی تلوار کی ضرورت ہے جو خم کھانا نہیں جانتی۔۔۔۔

اسلام کو ایسے مخلص، جانثار، باوفا، نیک خو انسان کی ضرورت ہے جو اپنوں سے غداری نہیں کرتے۔ ان علماء کی ضرورت نہیں جو کفار کے حق میں فتوے دیتے ہیں، اس اسلامی نظریاتی کونسل کی ضرورت نہیں جو حدود اللہ کو پامال کرنے کی سفارشات کے مسودے پر دستخط کرتی ہے۔

ان سیاستدانوں کی ضرورت نہیں جو اسلام کا نام لے کر پارلیمنٹ سے مراعات سمیٹتے ہیں اسلام کا نفاذ تو کجا ان کے ہوتے ہوئے ایک غیر اسلامی بل پاس ہوجاتا ہے لیکن مراعات چھوڑنے کے بجائے وہ اسلامی حدود کو نافذ کرنے کے مطالبے سے ہی عملاً دستبردار ہوجاتے ہیں۔

ہمیں ان حکمرانوں کی ضرورت نہیں جو جمعے کی چھٹی منسوخ کر دیتے ہیں اور نہ ان روشن خیالوں کی جو اغیار کے اشاروں پر ملت کی پاکیزہ تہذیب و ثقافت پر شب خون مارتے ہوں۔

اے عظمت و عزت کے طلبگار مسلمانو! تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ تم اپنی پچھلی کوتاہیوں سے توبہ کر کے مستقبل کی فکر کرو اور آنے والی مصیبت کیلئے متحد ہو جاؤ۔

یاد رکھو! اگر تمہیں اب بھی ہوش نہ آیا تو چنگیزیت پھر سندھ اور جہلم کے دریاؤں کو بیک وقت تمہارے خون سے سرخ کر دیگی۔

خود کو تاجدارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دو۔

یاد رکھو! تمہارے ان زخموں کا علاج مدینے کے شفاخانوں میں ہے اور اگر آج تم نے اپنا سر نیاز تسلیم خم کر دیا بارگاہِ رسالت میں تو تمہاری ذلت عزت میں، پستی بلندی میں، درد شفاء میں، غمی خوشی میں، اور زوال کمال میں بدل جائے گا۔

قدموں پہ شاہ دیں کے جب ہو گا سر ہمارا
تب اوج پر ہمارا جاہ و جلال ہو گا